افسانہ کالی شلوار اور عہد جدید

عازم عدنان
سماجی کارکن (دہلی)
Mob:8173989846
Email:abdulmajid34322@gmail.com

ملخص

منٹو نے اپنے دور کے سماج کو جیسا پایا ویسا ہی اس کو دکھایا انہوں نے اپنے " کالی شلوار " افسانہ میں ایک سلطانہ نامی عورت کو طوائف کی شکل میں پیش کیا ہے اور اس کی زندگی کے اچھے دنوں سے لے کر خراب دنوں تک کی عمدہ تصویر کھینچی ہے۔ یعنی اس کی زندگی میں آنے والے عروج و زوال اور اتار چڑھاؤ کو دکھایا ہے اور سماج میں چل رہی اس روایت کے ایک ایک کردار کو بڑی خوبصورتی سے پیش کیا ہے۔ سلطانہ کے دل میں بھی ایک گھریلو عورت ہے وہ بھی خوشی و غم محسوس کرتی ہے وہ بھی شادی شدہ زندگی گزارنا چاہتی ہے لیکن سماج کی سوچ اور ڈر سے وہ اس طرف قدم بڑھانا نہیں چاہتی اور خاموشی سے اپنی زندگی کو برباد ہوتے دیکھتی رہتی ہے وہ بہت جلد کسی پر اعتماد بھی کر لیتی ہے۔ اسی طرح مختار سے کالی شلوار ملنا یہ اشارہ ہے کہ ان کے اپنے کام انہی کے اندر سے طے پاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ سماج سے الگ تھلگ نظر آتے ہیں۔

افسانہ کالی شلوار اور عہد جدید

سعادت حسن منٹو نے کالی شلوار میں ایک ایسی عورت کی کہانی بیان کی ہے جو پیشے کے لحاظ سے طوائف ہے۔اور یہ کام وہ پیسہ کمانے کے لئے کر رہی ہے۔اس افسانے میں ادبی اعتبار سے بہت کچھ دیکھنے کو مل جائے گا لیکن سماجی اعتبار سے اس افسانے کی اپنی اہمیت ہے۔ چونکہ یہ افسانہ طوائف کی زندگی کی عکاسی کرتا ہے جو کہ سماجی اعتبار سے گناہ خیال کیا جاتا ہے لیکن اس عورت کی حالت کا ذمہ دار کون ہے یہ سوچنے کی کوشش کوئی نہیں کرتا ہے۔ 21ویں صدی میں آ کر بھی اس مسئلے پر کھل کر بات کرنا عار خیال کیا جاتا ہے۔منٹو نے جس زمانے میں لکھا وہ دور اور بھی اپنے آپ کو مہذب مانتا رہا ہوگا اس کے باوجود منٹو نے اس مسئلہ پر بہت ہی بے باک ہو کر اور کھل کر لکھا ہے اور سماج کو آئینہ دکھایا ہے کہ اس کا اصل چہرہ کیا ہے۔منٹو نے اپنے دور کے سماج کو جیسا پایا ویسا ہی اس کو دکھایا انہوں نے اپنے " کالی شلوار" افسانہ میں ایسی ہی سلطانہ نامی عورت کو طوائف کی شکل میں پیش کیا ہے اور اس کی زندگی کے اچھے دنوں سے لے کر خراب دنوں تک کی بہتر تصویر کھینچی ہے یعنی اس کی زندگی میں آنے والے عروج و زوال اور اتار چڑھاؤ کو دکھایا ہے اور سماج میں چل رہی اس روایت کے ایک ایک کردار کو بڑی خوبصورتی سے پیش کیا ہے۔

جنسی افعال کی تین وجوہات ہوسکتی ہیں۔ (1) افزائش نسل (2) جنسی تلذذ (3) پیسہ کمانے کے لئے۔ سلطانہ ایک ایسی طوائف ہے جو پیسہ کمانے کے لئے یہ کام کر رہی ہے سلطانہ کے کردار کی خوبصورتی یہ ہے کہ وہ خلوص والی اور سادہ لوح ہے اور مذہبی بھی ہے لیکن ضعیف الاعتقاد اور توہم پرست بھی ہے۔ یہاں پر منٹو ایک ماہر نفسیات نظر آتے ہیں۔وہ آگے کہتے ہیں کہ پیسے کے معاملے میں وہ کسی سے سمجھوتا نہیں کرتی بلکہ وہ پیشہ ور ہے۔ دہلی وہ اس لئے جاتی ہے کہ خواجہ نظام الدین اولیا کی مزار پر حاضری دے سکے۔یعنی طوائف ہوتے ہوئے بھی وہ مذہبی معاملات اور رسم و رواج سے اپنے کو علیحدہ نہیں رکھتی ہے اس کی اپنی زبان بھی ہوتی ہے جس کو وہ خاص موقعوں پر استعمال کرتی ہے۔

خدا بخش کا کردار ٹرک ڈرائیور کا ہے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے رہتے ہیں ان سے اچھ

آئی وی ایڈز کے امکانات بہت بڑھ جاتے ہیں۔منٹو نے یہ بھی دکھایا ہے کہ جہاں سلطانہ رہتی ہے وہیں قریب شرفا اور معززین کھانا کھانے آتے ہیں۔مثلاً سیٹھ صاحب بزنس مین کے کردار سے منٹو نے یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ جنسی کاروبار کرنے والوں کے پاس اس طرح کے کلائنٹ بھی آتے ہیں۔یعنی سماج کا ہر طبقہ اس میں ملوث نظر آتا ہے۔لیکن یہی سماج اس پر خوبصورتی کا پردہ ڈال کر خاموش تماشائی بنا رہتا ہے سلطانہ کے کلائنٹ میں شراب پینے والے نشہ کے عادی لوگ بھی رہتے ہیں جن کی وجہ سے unsafe sex کے خطرات بڑھ جاتے ہیں جس سے ایچ آئی وی وائرس سب سے زیادہ پھیلتا ہے۔ منٹو نے جو بیان کیا ہے اس کو آج بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

شنکر کا کردار میل سیکس ورکر کا ہے اس کے ذریعے منٹو نے دکھایا ہے کہ صرف عورت ہی نہیں بلکہ مرد حضرات بھی پیسہ کمانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔اس میں مذہب کی کوئی قید نہیں ہوتی ہے بقول شنکر "بڑے بڑے پنڈت اور مولوی یہاں آئیں تو شریف آدمی بن جائیں"۔ جو اپنے آپ کو مذہب کا ٹھیکیدار سمجھتے ہیں گویا ان کے اوپر یہ طنز ہے کہ ایسے لوگ بھی بری قرار نہیں دیے جا سکتے ہیں۔ بلکہ سماج میں ان کی اس حالت کے ذمہ دار سبھی لوگ ہیں۔ کیونکہ یہی لوگ سلطانہ جیسی عورت کے کوٹھے کو رونق بخشتے ہیں تو کبھی دوسری کسی عورت کو اپنی ہوس کا نشانہ بنا کر اس کام میں جانے پر مجبور کر دیتے ہیں اور انہیں اکساتے بھی ہیں کہ وہ ایسا کریں تا کہ کچھ پیسہ انہیں بھی مل سکے۔ان کی سماجی حالت کے ذمہ دار حضرات انکے کاروبار کو بھی آگے بڑھانے میں مدد کرتے ہیں۔گویا منٹو نے یہ دکھایا ہے کہ کوئی عورت اگر طوائف بنتی ہے تو اس کی سب سے بڑی وجہ غریبی ہے اور مرد حضرات کا بیجا ظلم و ستم جو وہ کرتے ہیں۔

دہلی جانے کے بعد منٹو نے سلطانہ کے زوال کو دکھایا ہے کہ انبالہ میں اس کے ساتھ چار چار گورے ہوتے تھے اور یہاں دہلی میں کوئی گراہک ہی نہیں مل رہا ہے وہ دھیرے دھیرے اپنا سب کچھ لٹا دیتی ہے اور آخر میں مانگنے کی نوبت تک آجاتی ہے۔طوائف کی زندگی کی خوشحالی سے لے کر بربادی کی داستان افسانہ میں بیان کی گئی ہے۔

سلطانہ کے دل میں بھی ایک گھریلو عورت ہے وہ بھی خوشی و غم محسوس کرتی ہے وہ بھی شادی شدہ زندگی گزارنا چاہتی ہے لیکن سماج کی سوچ اور ڈر سے وہ اس طرف قدم بڑھانا نہیں چاہتی اور خاموشی سے اپنی زندگی کو برباد ہوتے دیکھتی رہتی ہے وہ بہت جلد کسی پر اعتماد بھی کر لیتی ہے۔اسی طرح مختار سے کالی

شلوار ملنا یہ اشارہ ہے کہ ان کے اپنے کام انہی کے اندر سے طے پاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ سماج سے الگ تھلگ نظر آتے ہیں۔

ہر فرد کی طرح سلطانہ کے اندر بھی خواہشات و جذبات ہیں جو اس کے دل میں اٹڈ رہے ہیں لیکن وہ کسی دوسرے سے نہیں کہتی۔ بلکہ اپنے ہی اندر کے فرد سے وہ اس خواہش کا ذکر کرتی ہے جو اس بات کا اشارہ ہے کہ سماج سے وہ خود کو بہت الگ خیال کرتی ہے۔ محرم کے دن اس کی بھی خواہش ہے کہ وہ اپنی مذہبی روایات کے مطابق کالا کپڑا پہنے جو اس بات کا بھی اشارہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو سماج سے جوڑنا تو چاہتی ہے لیکن اس کے باوجود سماج اس کو قبول نہیں کرتا۔ اور وہ اپنی خواہش کی دنیا میں تنہائی کی زندگی کا شکار ہے۔

سوشل ورک کے نظریے سے اگر بات کریں تو سوشل ورک کے نزدیک ہر فرد کی اپنی اہمیت ہوتی ہیاس لیے ہر فرد کی اہمیت کا خیال رکھتے ہوئے اسے سماج میں اپنا مقام دلانے کی کوشش کرنا چاہیے اور سماج کے ہر فرد کو برابری کا درجہ ملنا چاہیے تا کہ ایک صحت مند سماج وجود میں آ سکے۔ جنسی کاروبار کی وجہ سے آج ہندوستان میں تقریباً دو ملین سے زائد لوگ ایچ آئی وی ایڈز سے متاثر ہیں اور ان کی زندگی غریبی اور بھکمری کا شکار ہے۔ اس لئے ایک سماجی کارکن ہونے کے ناطے ہمیں سماج میں ان کا مقام دلانے کی فکر کرنی چاہیے اور سماج میں اس تعلق سے جو غلط نظریہ پھیلا ہوا ہے اس کو دور کرنے اور مثبت سوچ پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تا کہ اس سے پھیلنے والی بیماری کو روکا جا سکے اور سماج میں ناہمواری اور غیر برابری کو ختم کیا جا سکے۔

☆☆☆